روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
سوموار 24 نومبر 2014ء ...... 1436 ہجری 24 نبوت 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 265

میں مظلوموں کی ڈھارس ہوں

میں تیز قدم ہوں کاموں میں بجلی ہے مری رفتار نہیں
میں مظلوموں کی ڈھارس ہوں مرہم ہے مری گفتار نہیں
ہوں صدر کہ شاہ کوئی بھی ہوں میں ان سے دب کر کیوں بیٹھوں
سرکار مری ہے مدینہ میں یہ لوگ مری سرکار نہیں
تو اس کے پیارے ہاتھوں کو اپنی گردن کا طوق بنا
کیا تو نے گلے میں ڈالا ہے ذوالنار ہے یہ زنار نہیں

(کلام محمود)

ارشادات عالیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

جماعت احمدیہ کے قیام کے مقاصد:

’’جماعت احمدیہ کا اندرونی نظام شہادت دے رہا ہے کہ اس جماعت کے قیام کا ایک مقصد ہے، ایک خاص رخ ہے۔ خاص ترتیب سے یہ جماعت قائم فرمائی گئی ہے اور اعلیٰ مقاصد کی پیروی کے لئے خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کو جیسے ہانک کر لے جاتے ہیں اس طرح باندھ کر ایک خاص مقصد کی طرف، ایک خاص رخ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ تو جہاں حیات کا ایسا اعلیٰ نظام موجود ہے وہاں اس خیال سے غافل ہو جانا کہ موت کا بھی نظام ہوگا، یہ بڑی بے وقوفی ہوگی۔ جو قومیں زندہ کی جاتی ہیں جن کو ارتقاء کے رستے پر چلایا جاتا ہے، ان کے موت کے بھی اسباب مقدر ہوتے ہیں اور معین ہوتے ہیں اور قرآن کریم نے ان اسباب پر کثرت سے روشنی ڈالی ہے۔ ان میں کچھ اسباب یہاں آپ آج دیکھ رہے ہیں یعنی مغربی دنیا میں بسنے والے، یا مشرقی دنیا میں مادہ پرست قوموں میں بسنے والے، جاپان میں بھی دیکھ رہے ہوں گے، دوسری قوموں میں بھی دیکھ رہے ہوں گے کہ ان کی زندگی کا مقصد سوائے دنیا طلبی کے اور عیش پرستی کے اور کچھ بھی نہیں۔‘‘

(خطبات طاہر جلد پنجم صفحہ 857)

’’جماعت احمدیہ آج اس مقام پر فائز کی گئی ہے، اس غرض سے قائم کی گئی ہے کہ ان کھوئی ہوئی عظمتوں کو حاصل کرے جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں کو زیبا ہیں۔ جن کے بغیر عمل کی دنیا میں ہم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کو ثابت ہی نہیں کر سکتے۔ کروڑ ہا سیرت کی آپ کتابیں لکھ دیں۔ ارب ہا میلاد منائیں، ہر دن کو ایک میلاد شریف میں تبدیل کر دیں اور ہر رات کو سیرت کے نغمے گاتے ہوئے گزار دیں مگر حقیقت میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت اخلاق کا دنیا کو قائل نہیں کر سکتے جب تک آپ صاحب خلق نہ بن کے دکھائیں اور پھر یہ فخر کے طور پر پیش نہ کریں کہ یہ سب کچھ ہم نے آقا سے پایا ہے۔ ع

تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

(خطبات طاہر جلد پنجم صفحہ 87-86)

یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعود کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب یتامیٰ کی پرورش اور خبر گیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامیٰ کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہو گیا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے تو فوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیر دوستوں کو تحریک کر کے آٹے کا بندوبست کیا۔

اس کے بعد خلفاء احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتیٰ کہ مارچ 1989ء میں صد سالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔ چنانچہ یتامیٰ کی خدمات کے سائے بڑھتے بڑھتے آج قریباً 500 فیملیز کے 2 ہزار 7 صد یتامیٰ زیر کفالت ہیں۔

یتامیٰ کی کفالت اور پرورش میں 1۔ خورونوش 2۔ تعلیمی اخراجات 3۔ بچیوں کی شادی کے اخراجات 4۔ علاج معالجہ اور مکان کی تعمیر و مرمت اور کرایہ کے اخراجات شامل ہیں۔ جس پر کل 20 لاکھ روپے ماہوار اخراجات ہو رہے ہیں اور آمد انتہائی کم ہے۔ اس کے باعث دفتر ہذا کو مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک یتیم کی کفالت پر ایک ہزار تا تین ہزار روپے ماہوار اخراجات ہوتے ہیں۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیر حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقا ﷺ کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنیں۔ جس میں آپ فرماتے ہیں۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔ آمین

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

نظارت تعلیم

ربوہ میں بڑھتی ہوئی آلودگی کے مسائل اور ان کا سدباب

پلاسٹک پولوشن کے ماحول اور انسانی صحت پر اثرات

نظارت تعلیم کے ریسرچ فورم کے تحت ربوہ کو صاف ستھرا رکھنے کے متعلق شعوری آگاہی پیدا کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔اس سلسلہ میں نصرت جہاں کالج کی ٹیچرز و مختلف ادارہ جات کی طالبات معاونت کررہی ہیں۔

منصوبہ کا مقصد انفرادی، اجتماعی اور انتظامی لحاظ سے ہرممکنہ طریق سے اہالیان ربوہ میں شعوری اورعملی تبدیلی پیدا کرنا ہے۔جاری شدہ پروگرام کے مطابق مسلسل کوشش کر کے دن بہ دن خطرناک حد تک بڑھتی ہوئی صورت حال پرقابو پایا جاسکے گا۔

رواں سال تعلیمی ادارہ جات میں سیمینارز کا سلسلہ شروع کیا گیا جس کا مقصد بچوں کو احساس دلانا ہے کہ آلودگی کی موجودہ صورت حال کے ہم سب ہی ذمہ دار ہیں۔

علاوہ ازیں بچوں کو ان کی آرٹس اور سائنس کی ٹیچرز کے ذریعہ 3-R (Reduce-Reuse-Recycle) کے اصولوں پرعمل کرنے کی عادت ڈالنا مقصود ہے۔

ابتدائی جائزہ: ربوہ کے محلّہ جات کی آلودگی کی صورتحال جاننے کے لئے ابتدائی جائزہ لیا گیا جس کے مطابق مندرجہ ذیل امورسامنے آئے۔

کوڑا اپھینکنے کا نامناسب طریق

ربوہ کے تمام محلّہ جات میں گھروں سے کوڑا باہر پھینکنے کا انتہائی ناقص نظام ہے۔بے شمار جگہوں پر سڑکوں کے کنارے اور گھروں کی دیواروں سے باہر پھینکا ہوا کوڑا پایا گیا۔اگرکوڑا عوامی گزرگاہوں پر بنائے گئے کوڑادانوں میں پھینکا بھی جاتا ہے تب بھی اس کا زیادہ تر حصہ کوڑادان سے باہر دیکھا اور ریکارڈ کیا گیا ہے۔

بے شمار جگہوں پر خالی پلاٹس کوڑے سے بھرے ہوئے پائے گئے۔اصولی طور پرتو اس طرح کھلے عام کوڑا گلیوں میں پھینکنا انتہائی غیرذمہ دارانہ فعل ہے بحالت مجبوری اگر پھینکا بھی جائے تو کوڑا اچھی طرح بڑے شاپنگ بیگز میں بند کر کے کوڑادان میں پھینکنا چاہئے۔

ناقص سیوریج سسٹم

کھلے عام کوڑا اپھینکنے سے اردگرد کا سیوریج سسٹم جو پہلے ہی ناقص ہے بری طرح متاثر ہوتا ہے اور ادھرادھر اڑتے ہوئے شاپنگ بیگز نالیوں کو بند کر دیتے ہیں۔عوام الناس کی طرف سے کئے گئے اس نامناسب فعل کے باعث تقریباً تمام شہر کی نالیاں بند پائی گئی ہیں۔

خالی پلاٹس میں کھڑا پانی:

بند نالیوں اور سیوریج سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے بے شمار گھروں کے اردگرد خالی پلاٹس میں پانی کھڑا ہوا پایا گیا۔

پلاسٹک جلانے کے واقعات

بعض اوقات لوگ ان شاپنگ بیگز کو گھروں میں یا گھروں سے باہر گلیوں میں جلا دیتے ہیں اس عمل سے جو دھواں پیدا ہوتا ہے۔اس میں سے کاربن مونوآکسائیڈ اور چند خطرناک قسم کی گیسیں خارج ہوتی ہیں جو آنکھوں، پھیپھڑوں اور دل کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جن کے باعث کاہلی سستی اور سردرد کی شکایات بھی سامنے آتی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ مختلف اقسام کے کینسر کا باعث بھی بنتی ہیں۔

کھیتوں میں شاپنگ بیگز کے ٹکڑے

نصرت آباد کے علاقہ میں فصل کے اگانے کے لئے تیار کردہ کھیتوں میں شاپنگ بیگز کے ٹکڑے بھی پائے گئے۔

معاشرتی اثرات

اہالیان ربوہ کو اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ مرکز میں رہ کر اس کو صاف ستھرا رکھنا اس لئے بھی ضروری ہے۔کیونکہ یہاں دنیا بھر سے مہمانوں کی آمد ہوتی ہے یہ ہرگز مناسب نہیں کہ مہمان یہاں سے برا اثر لے کر جائیں۔

☆ گندگی کو ظاہری طور پر دیکھنے سے کراہت اور طبیعت میں چڑ چڑا پن پیدا ہوتا ہے۔

☆ گندی جگہوں پر بیماری پیدا کرنے والے جاندار پیدا ہوتے ہیں۔

☆ گندگی کی وجہ سے نالیاں بند ہوتی ہیں۔ان میں مچھر پیدا ہوتے اور پلتے ہیں جو بیماریاں پھیلانے کا باعث بنتے ہیں۔

☆ نالیوں اور کھڑے پانی کے بھرے پلاٹس سے آنے والی بدبو انسانی دماغ کی نشوونما پر برے اثرات ڈالتی ہے۔

☆فصلوں کے لئے تیار کردہ کھیتوں میں پلاسٹک شاپنگ بیگز کے ٹکڑوں کی موجودگی سے فصل کی پیداوار میں کمی ہوجاتی ہے۔

☆ کھڑے پانی کی جگہوں پر اگنے والے پودوں کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

☆اس وقت انسانی صحت کو ہر طرف سے خطرات کا سامنا ہے غذائیں خالص نہیں۔غذا کے ساتھ کیڑے مار ادویات کے اثرات بھی جسم میں داخل ہو کر نقصان پہنچانے کا باعث بن رہے ہیں۔سورج سے خارج ہونے والی دن بہ دن بڑھتی ہوئی شعاعیں (جو دراصل آلودگی کے باعث پہلے کی نسبت زیادہ بداثرات پیدا کررہی ہیں) اسی طرح بیماری پھیلانے والے جراثیم کی نئی نئی اقسام اور ان میں بیماری پھیلانے کی پہلے کی نسبت زیادہ صلاحیت یہ تمام وجوہات بشمول آلودگی انسانی صحت کے لئے ایک ایسا خطرہ ہے جو انسان کے اپنے ہاتھوں سے پیدا شدہ ہے۔اگر آج ہم نے ان مسائل کا حل نہ ڈھونڈا اور آلودگی کے سدباب کے لئے اقدامات نہ کئے تو آئندہ یہ خطرات ہمارے کنٹرول سے باہر ہو جائیں گے۔

سدباب

یقیناً گند کا منبع گھر ہی ہیں۔اس لئے سب سے بڑی ذمہ داری ربوہ کے رہائشیوں پر ہی عائد ہوتی ہے۔اور مثبت تبدیلی میں اہل ربوہ ہی اصل کردار ادا کرسکتے ہیں۔اس کے لئے مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھنے کی درخواست ہے۔تاکہ ہم آلودگی کے مسائل سے وابستہ دن بہ دن بڑھتی ہوئی صورت حال پرقابو پاسکیں۔

☆ پوری کوشش کی جائے کہ گھر سے کوڑا لے جانے والے انتظام کے تحت کوڑا گھر سے نکالا جائے۔

☆ گھروں سے کوڑا بڑے بڑے تھیلوں میں ڈال کر اچھی طرح باندھ کر باہر بنے کوڑادان کے اندر ڈالا جائے۔

☆اس بات کا احساس کیا جائے کہ جیسے آپ کو اپنے گھر میں کھلے عام کوڑا پڑا برا لگتا ہے ویسے ہی ربوہ بھی آپ کا گھر ہے آپ کس طرح پسند کرسکتے ہیں کہ آپ کے گھر کا کوڑا کھلے عام سڑک کے کنارے یا عام گزرگاہ پر پڑا رہے۔

☆ گھروں کی دیواروں سے باہر کوڑا ہرگز نہ پھینکا جائے۔

☆حسب استعداد اپنے گھروں کے قریب نالیوں کی صورت حال نکاسی آب کے لحاظ سے بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ جہاں انسان اپنے گھر پر بے شمار اخراجات کرتا ہے تو احساس ذمہ داری کے تحت کچھ نہ کچھ حق گلی محلّہ کی صفائی کا بھی بنتا ہے۔

اگر ربوہ کے تمام رہائشی بتائے گئے طریق کے مطابق کوڑادان میں کوڑا اپھینکیں گے تو انتظامیہ کے لئے بھی ممکن ہوگا کہ مناسب طریق پر کوڑادانوں کی صفائی کرواسکیں۔بصورت دیگر کس طرح ممکن ہے کہ ہر چند گھروں کے فاصلے پر گھروں سے باہر پھینکے گئے کوڑے کو انتظامیہ صاف کرواسکے۔

المختصر یہ کہ اگر ہم سب احساس ذمہ داری سے کام لیتے ہوئے آلودگی کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اپنا مثبت کردار ادا کریں گے۔تب ہی آلودگی کی بڑھتی ہوئی خطرناک صورتحال پہ قابو پایا جاسکتا ہے۔

پلاسٹک پولوشن کے ہمارے ماحول پر اثرات

پلاسٹک پولوشن کی وجہ سے انسانی، حیوانی اور نباتاتی زندگی کو بے شمار قسم کے خطرات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور اس سے ہماری زمین اور فضا کو بھی خطرہ ہے۔شہروں کی گندگی کا گہرا تعلق پلاسٹک پولوشن سے ہے۔ان ہی خطرات کے پیش نظر پلاسٹک کے استعمال کرنے اور قابل تحلیل پلاسٹک بنانے کی طرف توجہ دی جارہی ہے

USA کی ماحولیاتی تحفظ کی ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق 2011ء میں 12% میونسپل ویسٹ یعنی گھروں سے آنے والا گند پلاسٹک پر مشتمل تھا۔ ایک سروے کے مطابق 1960ء میں میونسپل ویسٹ میں صرف 1% پایا گیا تھا۔جبکہ ایک اور سروے کے مطابق دنیا میں ہر سال 100 ملین ٹن پلاسٹک بنایا جاتا ہے۔

نقصانات

کلورینیٹڈ پلاسٹک سے کیمیکل نکل کر زمین میں شامل ہوتے ہیں وہاں سے زمینی پانی میں شامل ہو جاتے ہیں۔اس کے پانی کو استعمال کرنے سے جانداروں کو خطرات لاحق ہوتے ہیں۔

☆ پلاسٹک پھینک کر جہاں زمین میں دبا دیا جاتا ہے وہاں اس پر بے شمار خوردبینی جاندار عمل کر کے میتھین گیس بناتے ہیں جس سے گرین ہاؤس ایفیکٹ کی وجہ سے زمین کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے۔

☆ زمین کی زرخیزی کم ہوجاتی ہے۔

حوالہ جات

. 1,3: Plastic Pollution Coalition

2: http:// www.buzzle.com/ articles/ effects-of -plastic- pollution .html

انسانی صحت پر پلاسٹک پولوشن کے اثرات

انسانی صحت پر بھی پلاسٹک پولوشن کے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔پلاسٹک کی بے شمار اقسام بنانے میں مختلف قسم کے کیمیکل استعمال ہوتے ہیں۔یہاں تک کہ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو صرف انسان کی جلد سے Contact ہونے پر جلدی بیماری Dermitis کا باعث بنتے ہیں۔ پلاسٹک پولوشن سے آنکھوں کی سوزش بھی پیدا ہوجاتی ہے۔

پانی کی پلاسٹک کی بوتلوں سے قبل از وقت بلوغت' مٹاپا اور Heyperactivity کا خطرہ بڑھ جاتا ہے دہی مچھلی اور گوشت کی پیکنگ میں استعمال ہونے والا پلاسٹک آنکھوں، ناک اور گلے کی الرجی کا باعث بنتا ہے۔اس سے پھیپھڑوں کے امراض کا خطرہ بھی بڑھ جاتا ہے۔ Bisphenol A پلاسٹک کی ایک خاص قسم بنانے میں استعمال ہونے والا کیمیکل جو کہ پلاسٹک کی اشیاء کو ٹرانسپرنٹ

باقی صفحہ 8 پر

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

مکرم بریگیڈیئر (ر) دبیر احمد پیر صاحب

غزوہ اُحد - جنگی تجزیہ

(شوال 3 ہجری - مارچ 624ء)

1۔ پس منظر

غزوہ بدر میں ذلت آمیز شکست کے بعد سرداران قریش نے قسمیں کھائی تھیں کہ جب تک مقتولین بدر کا انتقام نہ لے لیں چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ بدر میں ان کے تقریباً تمام بڑے سردار مارے گئے تھے اور اب ان کے تجارتی راستے بھی مسلمانوں کے زیر اثر آ گئے تھے جس کی وجہ سے ان کی معیشت کو سخت خطرہ درپیش تھا۔ وہ مسلمانوں سے نفرت کرتے تھے اور انہیں ابھی بھی کمزور دشمن تصور کرتے تھے۔ اس مرتبہ قریش نے باقی قبائل کو بھی ساتھ ملانے کی کوشش کی اور ہر طرف وفود بھجوائے۔ انہوں نے دوسرے قبائل کو قائل کرلیا کہ عرب میں اسلام کا پھیلنا ان کے ورثے، مذہب، معیشت اور یہاں تک کہ ان کی بقا کے لئے بھی ممکنہ طور پر خطرے کا باعث ہوسکتا ہے۔

2۔ مقاصد

❁ **قریش:** قریش کا بڑا مقصد مسلمانوں کو ختم کرنا اور مدینہ میں ان کے base کو تباہ کرنا تھا۔

❁ **مسلمان:** اس کے برعکس مسلمانوں کا مقصد ان کی اپنی بقا تھی۔

3۔ مخالف افواج

	قریش	مسلمان
کمانڈر	ابوسفیان بن حرب	رسول پاک ﷺ
انفنٹری	3000	650
زرہ پوش	700	100
کیولری	200	2 یا 4
اونٹ	3000	تعداد معلوم نہیں ہے

4۔ فوجوں کا اکٹھا ہونا اور میدان جنگ تک movement

❁ **قریش:** قریش نے تو جنگ بدر کی شکست کے بعد ہی سے مسلمانوں کے خلاف اگلی بڑی جنگ کے لئے تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ مسلمانوں کی شکست کو یقینی بنانے کے لئے قریش ایک بڑی فوج تیار کر رہے تھے۔ اس لڑائی کے لئے انہوں نے اپنے ساتھ چند ہمسایہ قبائل کو بھی شامل ہونے پر آمادہ کرلیا تھا۔ قریش کا لشکر رمضان 3 ہجری کے آخر یا شوال کے شروع میں مکہ سے نکلا اور دس گیارہ دن کا سفر طے کر کے مدینہ کے پاس پہنچا اور چکر کاٹ کے مدینہ کے شمال کی طرف اُحد کی پہاڑی کے پاس ٹھہرا۔

مسلمان: مسلمانوں کو قریش کی جنگی تیاریوں کی مسلسل خبریں پہنچ رہی تھیں۔ لیکن وہ اپنے محدود وسائل کی وجہ سے کچھ زیادہ تیاری نہیں کر سکے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لشکر کے مدینہ کے نزدیک پہنچنے پر مسلمانوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ مانگا کہ مدینہ میں ٹھہرا جائے یا باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا ایک خواب بھی سنایا اور کہا کہ ہمارا مدینہ کے اندر ٹھہرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ لیکن اکثر صحابہ نے اصرار کے ساتھ رائے دی کہ شہر سے باہر نکل کر میدان میں مقابلہ کرنا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت کی رائے کو مقدم رکھا اور فیصلہ فرمایا کہ ہم شہر سے نکل کر کفار کا مقابلہ کریں گے۔ قریش کے لشکر کے مدینہ پہنچنے کے اگلے دن اسلامی لشکر مدینہ سے باہر نکلا اور مقام اُحد سے پہلے شیخین کے مقام پر قیام کیا۔ دوسرے دن 15 شوال 3 ہجری (31 مارچ 624ء) کو صبح صبح کوہ اُحد کے دامن میں پہنچ گیا۔ مسلمان جب مدینہ سے نکلے تھے تو ان کی تعداد 1000 تھی لیکن مقام اُحد پر پہنچ کر عبداللہ بن ابی بن سلول اپنے قبیلے کے 300 لوگوں کو لے کر یہ کہتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر سے الگ ہوگیا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے لڑائی کے سلسلے میں اس کی بات نہیں مانی۔ ان کے جانے سے دونوں فوجوں کے تناسب پر گہرا اثر پڑا۔

5۔ میدان جنگ

مدینہ کے علاقے میں اُحد کا پہاڑ ایک بڑا feature ہے جو کہ مدینہ سے تقریباً 4 میل شمال میں واقع ہے۔ اس کی اونچائی 1000 فٹ اور لمبائی 5 میل ہے۔ اس کے مغربی حصے پر ایک spur ہے جو کہ کھڑی ڈھلوان کی صورت میں زمین کی طرف آتا ہے۔ مدینہ سے دیکھتے ہوئے اس spur کے دائیں جانب ایک وادی ہلکی اونچائی کے ساتھ دور کی جانب جاتی ہوئی نظر آتی ہے اور پھر ایک تنگ گھاٹی کی صورت اختیار کرلیتی ہے۔

6۔ صف بندی

deployment کا پلان

❁ اسلامی لشکر

1۔ اسلامی لشکر نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی میں اُحد کے دامن میں اس طرح ڈیرہ ڈالا کہ اُحد کی پہاڑی مسلمانوں کے پیچھے آ گئی اور ان کا عقب محفوظ ہوگیا۔

2۔ لڑائی کے لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تقریباً 1000 گز کے frontage پر compact formation کی صورت میں منظّم کیا۔

3۔ اسلامی لشکر کا دایاں بازو اُحد کے spur کی جانب اور بایاں بازو ایک درّہ [عنین] کی جانب تھا۔ یہ درّہ تقریباً 400 فٹ اونچا اور 500 فٹ لمبا تھا۔

4۔ اس درہ پر 50 تیر انداز متعین کئے گئے تا کہ ان راستوں کو cover کیا جاسکے جہاں سے قریش manoeuvre کر کے مسلمانوں کے عقب میں آسکتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر کو ان کا کمانڈر مقرر کیا گیا اور خصوصی ہدایت دی گئی کہ اس درہ کو کسی صورت میں بھی خالی نہیں چھوڑا جائے گا اور اس دستے کو وہاں سے ہٹانے کے لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی احکام ضروری ہوں گے۔ (ان ہدایات سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں اس درّہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے)

5۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی لشکر کی صف بندی خود فرمائی اور مختلف دستوں کے امیر مقرر فرمائے۔

❁ قریش

1۔ قریش کا عمومی پلان کچھ اس طرح تھا کہ ان کی پیادہ فوج درمیان میں اور دونوں بازوؤں پر موبائل وِنگز (Mobile Wings) رکھے گئے تھے۔

2۔ دائیں ونگ کی کمانڈ خالد بن ولید کے پاس جبکہ بائیں ونگ کی کمانڈ عکرمہ بن ابوجہل کے پاس تھی اور دونوں پر عمرو بن العاص کمانڈر تھے لیکن اس کا اصل کام ان دونوں وِنگز کے درمیان coordination کرنا تھا۔

3۔ قریش کے لشکر کے عقب میں ہندہ کی سربراہی میں عورتوں کا گروپ تھا جن میں جنگ بدر کے مقتولین کی بیوائیں اور قریبی رشتہ دار خواتین بھی شامل تھیں اور ان کا کام اشعار گا گا کر مردوں کو جوش دلانا تھا۔

❁ دونوں افواج کے منصوبوں کا تجزیہ

1۔ مسلمانوں کا منصوبہ نہایت سادہ اور well coordinated تھا۔ تعداد میں کمی کو کور کرنے کے لئے اسلامی لشکر کا فرنٹ کم [narrow] رکھا گیا تھا اور ان کے عقب اور بازوؤں کی حفاظت کا خاطر خواہ بندوبست کیا گیا تھا۔

2۔ میدان جنگ کی critical terrain عنین کا درہ تھا جس کو دفاعی فوج کے لئے قابو میں رکھنا اور حملہ آوروں کے لئے قبضہ کرنا ضروری تھا۔

3۔ اگر اس درّہ پر مسلمانوں کا قبضہ رہتا ہے تو قریش صرف سامنے سے حملہ کر سکتے تھے۔

4۔ قریش کا منصوبہ بھی well coordinated تھا۔ انہیں بھی اس درہ کی اہمیت کا احساس تھا۔ اسی وجہ سے انہوں نے کسی ایسی situation کو exploit کرنے کے لئے دو موبائل دستے اپنے دونوں بازوؤں پر رکھے تھے۔ خالد بن ولید کا کام دائیں سے حملہ کر کے درہ پر قبضہ کرنا اور پھر مسلمانوں پر عقب سے حملہ کرنا جبکہ یہی کام عکرمہ بن ابوجہل کو بائیں جانب سے کرنا تھا۔

7۔ جنگ کی کارروائی

دونوں فوجیں شوال 3 ہجری (مارچ 624ء) کو لڑائی کے لئے صف آراء ہوئیں۔

ابو عامر کی قبیلہ اوس کو ورغلانے کی کوشش: ابو عامر قبیلہ اوس کا ایک معتبر شخص تھا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے کے بعد اسلام دشمنی کی وجہ سے مکہ چلا گیا تھا جہاں پر وہ مستقل قریش کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتا رہتا تھا۔ اس جنگ میں وہ قریش کا حمایتی بن کر شریک ہوا تھا۔ (اس کا بیٹا حنظلہ نہایت مخلص مسلمان تھا جو کہ غزوہ اُحد میں شہید ہوا تھا) چونکہ وہ خود اوس کے ذی اثر لوگوں میں سے تھا اس لئے اسے پختہ امید تھی کہ جب وہ اپنے لوگوں کے سامنے آئے گا تو وہ اسلامی لشکر سے نکل کر اس سے آملیں گے۔ اس لئے لڑائی سے قبل وہ آگے بڑھا اور اس نے اپنے قبیلے والوں کو پکارا جس پر اسے کوئی مثبت جواب نہ ملا اور اس کے قبیلے والوں نے اس پر پتھروں کی باڑ ماری جس سے وہ بڑی مشکل سے بچ کر پیچھے ہٹا۔

مبارزت: سب سے پہلے قریش کا علمبردار طلحہ آگے بڑھا جسے حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی عثمان آگے آیا جسے حضرت حمزہؓ نے ختم کر دیا۔ اس کے بعد عام جنگ شروع ہوگئی۔ دوران جنگ خالد بن ولید نے اپنے موبائل دستے کے ساتھ متعدد بار مسلمانوں کے عقب کی جانب جانے کی کوشش کی لیکن ہر مرتبہ تیراندازوں کے دستے نے انہیں روک دیا۔ دونوں طرف سے سخت لڑائی ہو رہی تھی لیکن جب قریش کے تمام علمبردار مارے گئے اور کوئی شخص علم اٹھانے پر تیار نہ ہوا تو قریش کے قدم اکھڑنے شروع ہوئے۔ ان کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے میدان تقریباً صاف ہو گیا۔ مسلمان قریش کے کیمپ تک پہنچ چکے تھے وہاں پر بہت افراتفری کا عالم تھا۔ مسلمان سمجھے کہ وہ جنگ جیت چکے ہیں اس لئے انہوں نے قریش کے میدان جنگ سے بھاگنے کا انتظار بھی نہیں کیا اور ان کے کیمپ میں لوٹ مار شروع کر دی۔ اسلامی فوج اس مرحلے پر بالکل کنٹرول سے باہر ہو چکی تھی۔

ان حالات کو دیکھ کر درّے پر متعین دستے کے لوگوں نے اپنے کمانڈر عبداللہ بن جبیر سے باقی لشکر کے پاس جانے کی اجازت طلب کی۔ عبداللہ نے انہیں روکا اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکیدی ہدایت یاد دلائی لیکن وہ نہ رُکے۔ عبداللہ نو (9)

تیراندازوں کے ساتھ وہیں پڑے رہے۔

خالد بن ولید کی تیز آنکھ نے جب درّہ کو خالی پایا تو اپنے کیولری دستے کو اکٹھا کیا اور درّہ پر حملہ کیا۔ ان کے پیچھے عکرمہ بھی اپنے سواروں کو لے کر درّہ کی طرف خالد بن ولید کے پیچھے روانہ ہوا۔ عبداللہ کا رہا سہا دستہ ان کے حملے کی تاب نہ لا سکا اور تمام لوگ شہید ہو گئے۔ یہاں سے فارغ ہو کر خالد بن ولید اور عکرمہ اسلامی لشکر کے عقب میں اچانک حملہ آور ہوئے۔ عکرمہ اپنے دستے کے ایک حصے کے ساتھ اس گروپ پر حملہ آور ہوا جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جبکہ خالد بن ولید اپنے اور عکرمہ کے بقیہ دستے کے ساتھ قریش کے کیمپ میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ مسلمان اس ناگہانی صورتحال سے گھبرا گئے کیونکہ وہ اس وقت منتشر حالت میں تھے لیکن کچھ ہی دیر میں وہ سنبھل گئے اور جوابی کارروائی شروع کی۔

قریش کی ایک عورت عمرۃ بنت علقمہ نے اس موقع پر قریش کا علَم زمین سے اٹھا کر بلند کر لیا جسے دیکھ کر قریش کا منتشر لشکر پھر سے جمع ہو گیا۔ اس طرح مسلمان اب دونوں طرف سے گھر گئے تھے۔ پیچھے سے قریش کی کیولری اور آگے سے ان کی انفنٹری حملہ آور تھی۔ اس دوران اتنی افراتفری تھی کہ مسلمانوں نے اپنے کئی بندے زخمی/شہید کئے۔

حضرت حمزہ کی شہادت کا واقعہ ہوا۔

اب لڑائی دو اطراف میں جاری تھی۔ ایک طرف اسلامی لشکر کا بڑا حصہ قریش کے دوطرفہ حملے کو روکے ہوئے تھا اور دوسری طرف اسلامی لشکر کا چھوٹا حصہ جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا عکرمہ کے دستے اور قریش کی کچھ نفری کے ساتھ نبرد آزما تھا۔ اس لڑائی کے دوران رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو کر ایک گڑھے میں گر گئے جہاں سے انہیں بعد میں حضرت علیؓ اور طلحہؓ نے اٹھایا۔ اسی دوران ابن قمئۃ نے مصعب بن عمیر کو جو کہ اسلامی فوج کے علمبردار تھے شہید کر دیا اور چونکہ مصعب کا ڈیل ڈول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تھا اس لئے قمئۃ نے سمجھا کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مار لیا ہے۔ اس پر اس نے شور مچا دیا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار دیا ہے۔ اس خبر نے مسلمانوں کے حوصلے پست کر دیئے اور ان میں سے زیادہ تر لوگ اُحد کے پہاڑ کی سمت بھاگ پڑے۔ اس دوران رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ اُحد کے پہاڑ کی سمت اونچی جگہ کی طرف چلے گئے۔ قریش نے اس موقعہ پر مسلمان شہداء کی نعشوں کی نہایت بیدردانہ بے حرمتی کی اور مثلہ کی وحشیانہ رسم ادا کی گئی۔

- جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے درّہ میں پہنچ گئے تو قریش کے ایک دستے نے خالد بن ولید کی کمان میں پہاڑ پر چڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنا چاہا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عمرؓ نے چند مہاجرین کو ساتھ لے کر اس کا مقابلہ کیا اور اسے پسپا کر دیا۔
- اس کے بعد قریش نے کوئی اور حملہ نہیں کیا اور ابوسفیان نے اسے اپنی فتح سمجھتے ہوئے فوری طور پر مکہ واپس جانے کا فیصلہ کیا۔ ان کے وہاں سے نکلنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے ایک دستے کو یہ معلوم کرنے کے لئے ان کے پیچھے روانہ کیا کہ کہیں قریش اچانک مدینہ پر نئے حملے کا منصوبہ نہ بنالیں۔
- غزوۂ اُحد میں 70 مسلمان شہید ہوئے جبکہ قریش کے مقتولین کی تعداد 23 تھی۔

غزوۂ اُحد کا عسکری نقطۂ نظر سے تجزیہ

1۔ جس مقصد کے لئے قریش مکہ سے اتنی دور اتنی بڑی فوج اکٹھی کر کے لائے تھے وہ حاصل کرنے میں پوری طرح کامیاب نہ ہو سکے تھے۔

......قریش نے اس جنگ میں مسلمانوں کو لوکل ملٹری شکست سے تو دوچار کر دیا تھا لیکن وہ میدان جنگ سے بغیر اپنی فتح سے کوئی نتیجہ حاصل کئے اور مسلمانوں پر اپنا فیصلہ مسلط کئے واپس چلے گئے۔

......گو کہ مسلمانوں کے قریش کی نسبت زیادہ لوگ شہید ہوئے تھے پھر بھی وہ مکمل تباہی سے بچ گئے تھے۔

......مدینہ جو کہ مسلمانوں کا base تھا قریش کے حملے سے مکمل طور پر محفوظ رہا۔

......لڑائی کے آخری مرحلے میں موقع ملنے کے باوجود قریش کے کمانڈر نے مسلمانوں کی کمزوری اور ان کی صفوں میں confusion سے فائدہ نہیں اٹھایا اور فیصلہ کن حملہ نہیں کیا۔

2۔ دونوں افواج بہت اچھے طور پر زمین پر کھڑی کی گئی تھیں۔ اسلامی لشکر کے exposed بائیں بازو کی حفاظت کے لئے تیراندازوں کو درّہ پر deploy کیا گیا تھا تاکہ دشمن عقب سے حملہ آور نہ

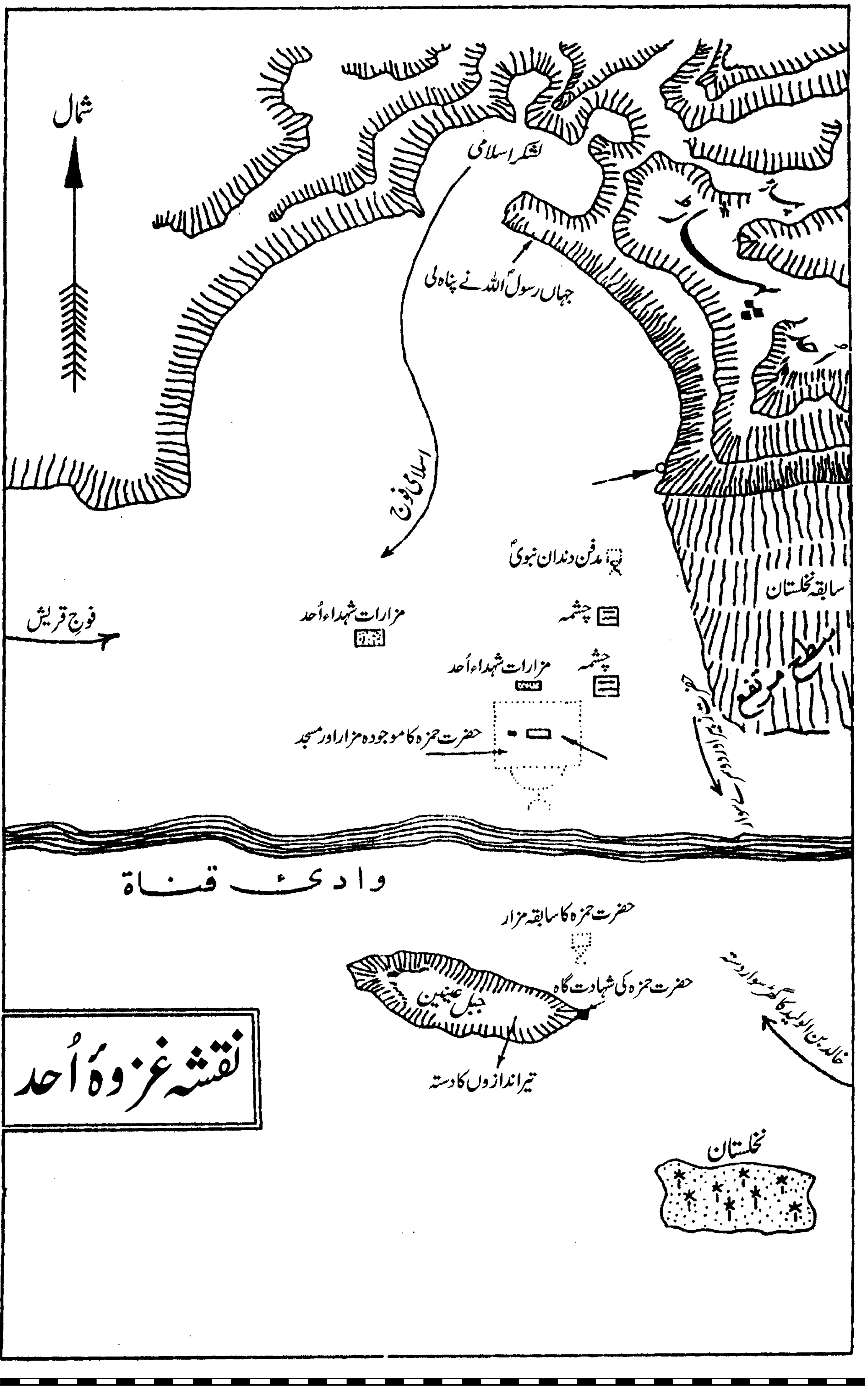

ہو سکے۔قریش کے موبائل دستوں کو ان کی فوج کے flanks پر اس طرح رکھا گیا تھا کہ موقع ملنے پر مسلمانوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔خالد بن ولید نے موقع ملتے ہی اپنے موبائل دستے کا پلان کے مطابق صحیح استعمال کیا اور مسلمانوں کا بہت نقصان کیا۔

3۔منافقین کے آخری وقت میں اسلامی فوج سے نکلنے کی وجہ سے افرادی قوت کا تناسب قریش کے حق میں زیادہ جھک گیا۔

4۔اس جنگ کا turning point تیراندازوں کا بغیر اجازت درّہ کو چھوڑ کر جانا اور خالد بن ولید کا حملہ تھا۔اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ میدان جنگ میں اعلیٰ کمانڈر کی ہدایات/احکام کی پابندی نہ کرنے اور ڈسپلن قائم نہ رکھنے سے پورا اپریشن compromise ہو سکتا ہے۔غزوہ اُحد اس کی ایک مثال ہے۔

5۔جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح سے مدینہ کے یہودیوں اور منافقین پر جو رعب بیٹھا تھا اس لڑائی کے بعد انہوں نے دلیری دکھانی شروع کر دی تھی بلکہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے تو تمسخر اڑانا اور طعنے دینے شروع کر دیئے تھے۔

6۔اس جنگ کے نتیجے میں قریش مکہ کے حوصلے بھی بہت بلند ہوئے تھے اور وہ یہ سمجھنے لگ گئے تھے کہ انہوں نے نہ صرف بدر کی شکست کا بدلہ اتار لیا ہے بلکہ آئندہ بھی مسلمان ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

7۔عرب کے دوسرے قبائل نے بھی جنگ اُحد کے بعد سر اٹھانا شروع کر دیا۔

اختتام

گو مستقل نتائج کے لحاظ سے تو جنگ اُحد کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں ہے۔لیکن وقتی طور پر ضرور اس جنگ نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔یہ نقصان بھی مسلمانوں کے لئے ایک لحاظ سے مفید ثابت ہوا کیونکہ ان پر یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء اور ہدایت کے خلاف قدم زن ہونا کبھی بھی موجب فلاح و بہبودی نہیں ہو سکتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ٹھہرنے کی رائے دی اور اس کی تائید میں ایک خواب بھی سنایا مگر زیادہ لوگوں نے باہر نکل کر لڑنے پر اصرار کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستے کو درہ پر متعین فرمایا اور انتہائی تاکید فرمائی کہ خواہ کچھ ہو جائے اس جگہ کو نہ چھوڑنا لیکن انہوں نے عملی کمزوری دکھائی اور غنیمت حاصل کرنے کے لئے وہ حساس جگہ باوجود اپنے کمانڈر کے منع کرنے کے چھوڑ دی۔ان وجوہات کے سبب نقصان تمام اسلامی لشکر نے اٹھایا۔پس غزوۂ اُحد کی ہزیمت اگر ایک لحاظ سے مسلمانوں کے لئے موجب تکلیف تھی تو دوسری جہت سے وہ ان کے لئے ایک مفید سبق بھی بن گئی۔

☆.........☆.........☆

مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب

حاصل مطالعہ اخبارات و رسائل کے مفید اقتباسات

ترجیحات میں فرق کے نتائج

منفرد انداز میں لکھنے والے قلمکار محمد اظہار الحق اپنے کالم تلخ نوائی میں لکھتے ہیں۔

پانچ سو سال سے مسلمانوں کے دامن میں کوئی قابل ذکر ایجاد نہیں، ہم نے کوئی نیوٹن، کوئی ایڈیسن، کوئی گراہم بیل، کوئی آئن سٹائن نہیں پیدا کیا۔پولیو اور ہیپاٹائٹس بی کے ویکسین سے لے کر پینسلین، موتیے کے آپریشن، ڈائیلیسس کی مشین تک اور مصنوعی گھٹنوں سے لے کر دل کے بائی پاس اور جگر کے ٹرانس پلانٹ تک سب کچھ دوسروں نے کیا ہے۔ہر دس لاکھ امریکیوں میں سے چار ہزار اور ہر دس لاکھ جاپانیوں میں سے پانچ ہزار سائنسدان ہیں۔شنگھائی کی غیر جانبدار جیاؤ تانگ یونیورسٹی نے دنیا کی بہترین پانچ سو یونیورسٹیوں کی فہرست تیار کی ہے۔اس میں مسلمان اکثریت والے کسی ایک مسلمان ملک کی یونیورسٹی جگہ نہیں پا سکی۔

اس لئے کہ ہماری ترجیحات مختلف ہیں۔ہماری ترجیحات میں محلات، بنک بیلنس، ذاتی جہاز، چینی کے کارخانے، ذاتی جزیرے، زیورات، جاگیریں اور قیمتی کاریں شامل ہیں۔ہم سیاست یا گدی نشینی کے ذریعے ان پڑھ عوام پر حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ہمیں سائنسدانوں کی ضرورت ہے نہ یونیورسٹیوں کی، انجینئروں کی نہ ٹیکنالوجی کی۔ارفع کریم اگر ایکٹریس ہوتی یا کھلاڑی یا کسی مقتدر خاندان کی چشم و چراغ ہوتی تو عیادت کرنے والوں میں مشرق وسطیٰ کے شیوخ بھی شامل ہوتے اور ہمارے اپنے حکمران بھی اور ایئر ایمبولینسوں کی قطار لگ جاتی۔ضمیر جعفری کا یہ شعر مزاحیہ نہیں بلکہ ماتمی ہے۔

بڑی مدت سے کوئی دیدہ ور پیدا نہیں ہوتا
جو ہوتا ہے مسلمانوں کے گھر پیدا نہیں ہوتا

(نوائے وقت مورخہ 17 جنوری 2012ء)

پاکستان کے روشن ستارے

صحافی مصباح کوکب اپنے کالم فکر چمن میں لکھتی ہیں۔

پاکستان کی مٹی ماشاء اللہ بڑی زرخیز ہے۔گزشتہ سال ابراہیم شاہد نے تئیس (23) ایز لئے تھے۔زوہیب اسد نے اٹھائیس (28) ایز کے ساتھ ورلڈ ریکارڈ قائم کیا اور ستارہ بروج نے او لیول کرنے والی دنیا کی سب سے کم عمر لڑکی کا اعزاز حاصل کیا تھا۔علی معین نوازش بھی ہمارا پرائڈ ہیں۔ یہ سب پاکستان کے روشن ستارے ہیں پاکستان کا پرائڈ ہیں۔ارفع شہزادی بھی ہمارا پرائڈ تھی لیکن وہ ہم سے بہت دور چلی گئی۔

(نوائے وقت 20 جنوری 2012ء)

قحط الرجال

نوائے وقت کے اداریہ 17 جنوری 2012ء میں درج ہے۔

بڑے لوگ اس قوم کو عطا کئے جاتے ہیں جو حق دار ہوتی ہے۔لیکن جس قوم میں ذہین اور ایماندار لوگوں کو رسوا کیا جائے، اس قوم میں ناشکری کا نتیجہ بے ہنری کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ہم پاکستانیوں نے کم ظرفوں کو اعلیٰ عہدوں پر بٹھا دیا، حقدار اور باصلاحیت لوگوں کو پس پشت ڈال دیا۔اس ناشکری پر ہم قحط الرجال کا شکار ہوگئے ہیں۔

(اداریہ مطبوعہ نوائے وقت 17 جنوری 2012ء)

امن کا مذہب

میدان عرفات میں خطبۂ حج دیتے ہوئے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ نے کہا۔

عدل و انصاف پر مبنی اقتصادی نظام ظلم اور سود سے پاک ہے۔مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ایک مسلمان دوسرے کے دکھ سکھ اور مصائب و تکالیف میں برابر کا حصہ دار ہے۔ہر مسلمان پر لازم ہے کہ شریعت پر عمل کرے۔

(نوائے وقت 6 نومبر 2011ء)

تاریخ کا بدترین دور

عارف رحمٰن صاحب نوائے وقت میں لکھتے ہیں۔

آج ہر بدی ہم میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور موجودہ دور اخلاق و کردار کی تاریخ کا بدترین دور بن چکا ہے۔جس میں جھوٹے مکار اور دھوکے باز غالب آتے جا رہے ہیں۔آوارہ، بدکردار اور بدچلن لوگ دندناتے پھر رہے ہیں۔عریانی، فحاشی اور بے حیائی کی یلغار ہو چکی ہے۔رشوت ستانی، بدعنوانی، دغابازی اور کام چوری عام ہوگئی ہے۔اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ کے احکامات اور تعلیمات کے منکر عیاش لوگ خود کو ترقی پسند، روشن خیال اور لبرل انسان کا لقب دے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ اور تمام انبیاء علیہ السلام کی طرف سے حرام قرار دیئے گئے کاموں کو حلال قرار دیا جا رہا ہے۔لوگوں کو گناہ آلود زندگی بسر کرنے پر اکسایا جا رہا ہے۔نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ قوت کے ذریعے نیکی کو روکا اور بدی کو پھیلایا جا رہا ہے۔غرضیکہ لوگوں کی اکثریت صراط مستقیم سے بھٹک کر بلاخوف و خطر جہنم کی راہ پر گامزن ہے اور آج لوگوں کی زندگی بجائے خود ایک دردناک عذاب کی صورت اختیار کر چکی ہے۔نبی کریمؐ نے ان الفاظ میں اس خطرے کی نشاندہی فرمائی تھی۔

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (تمہیں چاہئے کہ) تم ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو، ورنہ وہ وقت دور نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کر دے اس وقت تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو گے مگر تمہاری دعا نہیں سنی جائے گی۔''

(نوائے وقت 25 ستمبر 2011ء)

آزاد پاکستان

معروف علمی و ادبی شخصیت ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام صاحب اپنے مضمون ''دو قومی نظریہ اساس پاکستان'' مطبوعہ نوائے وقت میں تحریر کرتے ہیں۔

10۔اگست کو کراچی میں نو منتخب دستور ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس ہوا۔11۔اگست 1947ء کو اس اجلاس میں قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا:

''......آپ آزاد ہیں۔آپ آزادانہ اپنے مندروں میں جا سکتے ہیں۔آپ آزادانہ اپنی مسجدوں میں جا سکتے ہیں، اس مملکت پاکستان میں کسی بھی عبادت گاہ میں جا سکتے ہیں، آپ کا تعلق کسی بھی مذہب، ذات یا فرقہ سے ہو، اس کا امور مملکت سے کوئی تعلق نہیں۔

آج آپ از روئے انصاف کہہ سکتے ہیں کہ برطانیہ میں رومن کیتھولکس اور پروٹسٹنٹس کا کوئی وجود نہیں۔جو حقیقت آج ہے وہ یہ ہے کہ ہر آدمی برطانیہ کا ایک شہری ہے۔اب میرا خیال ہے کہ ہم اسی نقطہ نظر کو اپنے سامنے رکھیں کہ بتدریج ہندو ہندو نہیں رہیں گے اور مسلمان مسلمان نہیں رہیں گے۔مذہبی نقطہ نظر سے نہیں، کیونکہ مذہب تو ہر فرد کا ذاتی ایمان ہے، بلکہ سیاسی نقطہ نظر سے وہ ریاست کے شہری متصور ہوں گے۔

11۔اگست 1947ء کے مندرجہ بالا خطبے کا مفہوم جیسا کہ بعض سیکولر ذہن کے دانشوروں اور قاضیوں نے سمجھا ہے، ہرگز یہ نہیں کہ پاکستان میں ہندو ہندو نہیں رہیں گے اور مسلمان مسلمان نہیں رہیں گے، بلکہ ان الفاظ سے قائداعظم محمد علی جناح کا واضح مطلب یہ ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق مکمل طور پر محفوظ ہوں گے اور ہندو یا مسلمان کسی اور مذہب کے لوگ پاکستانی باشندے ہونے کے ناطے سے آئینی طور پر یکساں حقوق و فرائض کے حامل تصور کئے جائیں گے۔

قائداعظم محمد علی جناح کے مذکورہ بیان کی وضاحت دنیا کے اس تحریر شدہ سب سے پہلے آئین سے ملتی ہے۔جو نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں سنہ 8ھ میں غیر مسلموں سے کیا تھا اور جو ''میثاق مدینہ'' کے عنوان سے معروف ہے۔اس کی دفعات کامل رواداری، مذہبی آزادی اور حسن تعاون پر مبنی ہیں،

یہی اسلامی معاشرہ کی اساس ہے۔''
(نوائے وقت اشاعت خاص 23 مارچ 2011ء)

نظام خلافت کا قیام

چوہدری رحمت علی صاحب لکھتے ہیں۔

ضد کرتے بچے کو چپ کرانے کی خاطر مائیں اکثر ایسے جملوں کا استعمال کرتی ہیں کہ وہ بلی آ گئی، وہ کوا آ گیا، جن کھا جائے گا۔ کیا کریں، اسلامی دنیا کے سربراہان اس قدر طاغوتی دباؤ میں آ گئے کہ اٹھتے بیٹھتے گردان کرتے رہتے ہیں کہ ہائے فلاں طاغوت کھا جائے گا۔ فلاں سپر طاقت چڑھ آئے گی۔ فلاں امریکہ مارے گا۔ بھول گئے یہ ناخلف حکمران کہ مشینوں سے بننے والے آلات سینوں میں پلنے والے ایمان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کون سے ہتھیار تھے حضرت ابراہیمؑ کے پاس کہ تنہا پوری نمرودیت کو للکارا اور کامیاب نکلے۔ پھر مدینے کے اس منظر کو دیکھیں، انصار پر گھر بار چھوڑ کر آنے والوں کا بوجھ ہے۔ مہاجرین معاشی و معاشرتی بکھیڑوں میں سرگرداں ہیں۔ منافقین اندر ہی اندر سٹپٹا رہے ہیں۔ یہودی قبائل برسر مخالفت ہیں۔ گردوپیش کے قبائل قریش سے مرعوب اور مذہباً ان کے حامی ہیں۔ ایسے میں قریش مکہ کا اُمڈتا اور اینٹھتا ہوا لشکر محوسفر ہے اب قدوسیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے جن کو وہ پہلے پرائے دیس دھکیل چکا ہے۔ اس گاتے بجاتے لشکر میں کوئی چھ سو زرہ پوش مردان جنگی اور تقریباً سو سواروں کا رسالہ بھی شامل ہے۔ مدینے کی فضائیں بھانپ گئیں کہ فیصلے کی گھڑی آ پہنچی۔ نہتے، بے سروسامان مسلمان جیسے بھی نکل پڑے ان غصے بھرے قریش کا مقابلہ کرنے کے لئے جو اس وقت کے جزیرہ نمائے عرب میں ایک خوفناک طاقت گردانے جاتے تھے۔ کون سا گروہ جیتا؟ ظاہر ہے مسلمان، اس لئے کہ بچانے والا، مارنے والوں سے کہیں زیادہ طاقتور تھا۔ قرآن مجید قیامت تک کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں اس صورت حال کا بھی واضح، دوٹوک اور حتمی حل موجود ہے۔ جس سے امت مسلمہ بالخصوص مسلمانان پاکستان وقت کے اس موڑ پر دوچار ہیں۔ فرمایا گیا:

''ہرگز نہ دبو کفار و مشرکین سے، کوئی پروانہ کرو ان کی اذیت رسانی کی اور بھروسہ کرو اللہ پر۔ اللہ ہی اس کے لئے کافی ہے کہ آدمی اپنے معاملات اس کے سپرد کرے۔'' (احزاب:48)

مسلمانو! یہ قرآن مجید کی نص ہے۔ اگر عزت کی زندگی گزارنا اور عزت کی موت مرنا ہے تو مان لو اپنے رب کی اور عمل کرو اس کے اس حکم پر۔

یہ عبادت، یہ دعائیں کس کام کی؟ مبارک ماہ رمضان رخصت ہوا۔ اس میں دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان معتکف ہو کر گڑگڑا کر دعائیں مانگتے رہے۔ دن کو روزے، رات کا قیام، شبینے اور شب بیداریاں عروج پر رہیں۔ بایں ہمہ مسلمانان عالم ہیں کہ ذلت و رسوائی سے دوچار۔ مسلمان سرزمینیں لہولہان ہیں۔ روتے بچے، چیختی عورتیں، اٹھتے جنازے، اجتماعی قبریں، مقدر ہے تو مسلمان کا۔ قرآن مجید گواہ، مسلمانوں سے مسلمانوں کا قتل عام اللہ کے غضب اور عذاب کی شکل ہے۔ (انعام:65)

امت زیر عتاب، علماء کرام سے پوچھیں، یہ عبادتیں یہ دعائیں کیوں رنگ نہیں لا رہیں؟ کسی میں زندگی کی رمق باقی ہے تو ضرور بتائے گا کہ مسلمانوں پر اللہ کے یہ عذاب کے کوڑے اس لئے برس رہے ہیں کہ انہوں نے قرآن و سنت کو پس پشت ڈال کر اپنے ہاں اپنے ہاتھوں سے لکھے آئینی کتابچے نافذ کر رکھے ہیں۔ شومیٔ قسمت انہوں نے قرآن و سنت پر مبنی نظام خلافت چلتا کر کے اپنے ہاں جمہوریت و آمریت جیسے کافرانہ نظام رواں دواں کر رکھے ہیں۔ یہ قرآن کے کچھ حصوں کا اقرار اور کچھ کا انکار خود عذاب کی شکل ہے۔ (بقرہ:85)

ہمارے بس میں یہی ہے، ہم ایک عرصہ سے یاددہانی کراتے آ رہے ہیں کہ جب تک ہم نظام خلافت قائم نہیں کرتے یہ سجدے، یہ مراقبے، یہ شب بیداریاں سب بے کار و بے جواز ہیں۔

(نوائے وقت 30 جنوری 2012ء)

رائے ونڈ اجتماع میں مختلف علماء کے بیانات

ممتاز عالم دین مولانا محمد زبیر مولانا سلیمان مولانا یونس مولانا میاں عظمت جی نے اپنے بیانات میں کہا کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر اسلام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی پر اسلام کی بنیاد، اسلام کی قوت، اسلام کی وسعت اور اسلام کی کامیابی کا انحصار ہے آج کے دور میں اس کی اشد ضرورت ہے غیر مسلموں کو مسلمان بنانے سے زیادہ اہم کام مسلمانوں کو عامل مسلمان بنانا ہے نام کے مسلمان کو کام کے مسلمان اور قومی مسلمان کو دینی مسلمان بنانا ہے۔ آج کے مسلمان کی حالت دیکھ کر قرآن پاک کی یہ ندا کہ اے مسلمانوں مسلمان بنو! کی آواز زور و شور سے بلند کی جائے اللہ رب العزت نے انسانوں کی ہدایت کا انتظام ہر زمانے میں جاری رکھا ہے اور اپنی حکمت اور اپنے علم کے ماتحت کبھی قوم اور قوم کبھی قبیلہ در قبیلہ سلسلہ ہدایت کو جاری رکھا آج کے مسلمانوں کی حالت دیکھ کر افسوس ہوتا ہے۔ ہدایت کی محنت کرنے والوں کو انبیاء اور رسل کے نام سے موسوم فرمایا اور جس قوم کے لئے جن اصولوں کو اللہ تعالیٰ نے مناسب سمجھا وہی اصول محنت کرنے والوں کو بذریعہ وحی یا الہام عطا فرمایا گیا۔ یہ سلسلہ نبی آخرالزمان محمد ﷺ تک جاری رہا اور آپ ﷺ کو ہدایت کا ہادی اور امام قرار دے دیا گیا۔ مسلمان بھائیو ہمیں ان کی تقلید کر کے آخرت کے لئے کچھ نیک اعمال کرنے کا بہترین طریقہ ہے اس پر عمل کرنا ہماری اور تمہاری بلکہ سب کی بھلائی ہے۔

(از نوائے وقت مورخہ 18 نومبر 2011ء صفحہ 6)

خطبہ حج

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ نے کہا ہے کہ مسلمانو! متحد ہو جاؤ۔ قرآن مجید کے بتائے گئے اصولوں پر عمل کرنے میں ہماری نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف تمام معاملات میں رجوع کرو۔ بے شک دنیا فانی ہے۔ قرآن مجید اور سنت نبوی ہی مسلمانوں کی فلاح کا واحد راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بے حیائی کی تمام چیزیں حرام قرار دیں۔ مسلمان متحد ہو جائیں، مسلمان ایک خاندان کی حیثیت سے حج کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے مسلمان بھائی کے کام آئے۔ اسلامی معاشرے میں ظلم و زیادتی کی کوئی گنجائش نہیں۔ تمام انسان برابر ہیں، کسی کو دوسرے پر رنگ و نسل کی بنیاد پر برتری حاصل نہیں۔ اسلامی معاشرہ اپنی خصوصیات کی وجہ سے ممتاز ہے۔ قرآن مجید مسلمانوں کو لڑنے اور تفرقے سے منع کرتا ہے۔ قرآن مجید دنیا کی واحد کتاب ہے جو اپنے اصل متن کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف زبانوں میں انبیاء پر توریت، انجیل اور زبور جیسی مقدس کتابیں نازل فرمائیں۔ قرآن تمام عالم کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ دنیاوی زندگی فانی ہے، آخرت کی فکر کرنی چاہئے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے احکامات، رسول ﷺ کی اتباع اور فرائض کی ادائیگی سے تقدیر بدل سکتا ہے۔ مرنے کے بعد انسان جنت میں جائے گا یا پھر جہنم رسید ہوگا۔ انسان کو اچھے اخلاق اور اعمال اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم بہترین امت ہو، امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ مسلمان اپنے بھائیوں کے خلاف دشمنوں کا ساتھ نہ دیں۔

(نوائے وقت 6 نومبر 2011ء کالم نمبر 2 صفحہ 6)

مصلحت آمیزی کی بجائے حقیقت پسند ہیں

نوائے وقت کے سینئر صحافی ارشاد احمد ارشاد اپنے مضمون ''وہ عبادت جو حقیقت کا روپ دھار گئی میں لکھتے ہیں:

23 مارچ 1940ء کو منظور ہونے والی قرارداد کے نکات، الفاظ اور پیراگراف یقیناً بہت خوبصورت، دلکش، جاندار و شاندار اور جامع تھے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ اگر اس موقع پر ہندوستان کے مسلمان قائداعظم محمد علی جناح کی ولولہ انگیز قیادت و سیادت میں عزم و استقامت کا مظاہرہ نہ کرتے تو چند کاغذوں پر لکھی ہوئی عبارت کبھی حقیقت کا روپ نہ دھارتی اور پاکستان کبھی بھی نہ بن پاتا۔ اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں کی استقامت اور قائداعظم کی فہم و فراست نے تاریخ کا دھارا بدل دیا، ان کی منزل کا تعین کر دیا اور ان کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کر دیا۔ اسی کامیابی کا نتیجہ تھا کہ دنیا کے نقشے پر پاکستان کے نام سے سب سے بڑی اسلامی ریاست قائم ہو گئی۔

ہم نے جس دور میں جرأت و استقامت کا راستہ اختیار کیا، اللہ نے ہمیں عزت سے نوازا جب جرأت و استقامت کا راستہ چھوڑا تو ذلت ہمارا مقدر بن گئی اگر آج پاکستانی قوم کا پیراہن تارتار اور جسم زخموں سے چور چور ہے تو اس کی وجہ یقیناً ہم خود ہیں کہ ہم نے جرأت کی بجائے مصلحت، بہادری کی بجائے بزدلی کا راستہ اختیار کیا۔

(از مضمون مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 23 مارچ 2011ء)

نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر

جو مذہب دوسرے مذہبوں کے لئے بدخواہی کے جذبات رکھتا ہو۔ وہ پنچ اور کمینہ فطرت ہے۔ میں دوسرے مذہبوں کے رسوم، قوانین، مذہبی اور معاشرتی اداروں کا احترام کرتا ہوں اور یہی نہیں بلکہ قرآنی تعلیمات کے مطابق ضرورت پڑنے پر ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے۔

کتاب افکار اقبال (مصنف ڈاکٹر جاوید اقبال)
(نوائے وقت 17 جنوری 2012ء صفحہ آخر)

ارفع کریم ہم آپ کی قدر نہ کر سکے

اداریہ نوائے وقت 17 جنوری 2012ء

ارفع کی موت ہر پاکستانی کو رلا گئی وہ ایک ایسا پھول تھا جو کھلنے سے قبل ہی مرجھا گیا۔ اس کے خواب میں چکنا چور ہو گئے، اس کی مسرتیں دل ہی میں رہ گئیں۔ اس کی موت نے ہر ایک کو اداس کر دیا ہے۔ 26 روز تک وہ موت سے لڑتی رہی لیکن وزیراعظم چند منٹ نکال کر ائیر ایمبولینس کا آرڈر نہ دے سکے۔ سات سمندر پار بیٹھے بل گیٹس نے علاج کی پیشکش کی لیکن اجل کے فرشتے نے ارفع بیٹی کو اس ناشکری قوم کے پاس نہ رہنے دیا کیونکہ بڑے آدمی انعام کے طور پر دیئے اور سزا کے طور پر روک لئے جاتے ہیں۔ بڑے لوگ اس قوم کو عطا کئے جاتے ہیں جو حق دار ہوتی ہے۔ لیکن جس قوم میں ذہین اور ایماندار لوگوں کو رسوا کیا جائے، اس قوم میں ناشکری کا نتیجہ بے ہنری کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ ہم پاکستانیوں نے کم ظرفوں کو اعلیٰ عہدوں پر بٹھا دیا، حقدار اور باصلاحیت لوگوں کو پس پشت ڈال دیا۔ اس ناشکری پر ہم قحط الرجال کا شکار ہو گئے ہیں۔ ارفع کی موت کا وقت مقرر تھا وہ ٹل تو نہیں سکتا تھا پیر پگاڑا شریف مرحوم و مغفور بھی ائیر ایمبولینس پر گئے مگر ان کی میت واپس آئی۔ لیکن حکمرانوں کی بے حسی پر افسوس ہوتا ہے۔ قومی ہیرے نے مٹی کی چادر اوڑھ لی۔

☆☆☆☆☆

غزل

وصلِ حبیب جاں کو کئی سال ہو گئے
ہم یورشِ فراق سے بے حال ہو گئے

جس میکدے سے ملتی تھی ہر دم شرابِ عشق
اس میکدے سے نکلے کئی سال ہو گئے

عشقِ محمدیؐ میں جو ڈوبے ہیں سرتاپا
وہ دولت ایماں سے مالا مال ہو گئے

سر کو اٹھائے یوں ہوئے مقتل کو ہم رواں
دشمن کے سارے حوصلے پامال ہو گئے

اس جرم میں کہ انہوں نے کیوں لا الٰہ کہا
زنداں میں رہتے ان کو کئی سال ہو گئے

ہر ظلم تیرے نام پہ سہتے ہی جائیں گے
اس کربلا میں ہم کو بھی سو سال ہو گئے

لَے میں ہے کوئی لفظ نہ الحان ہے کوئی
جتنے بھی ان کے راگ تھے بے تال ہو گئے

ہم نے لیا ہے جب سے خلافت کا ہاتھ تھام
سارے ہی ان کے دعوے قیل و قال ہو گئے

نورِ خدا جو دیکھا تو دل باغ باغ تھا
جتنے بھی دل کے شوق تھے خوش حال ہو گئے

اک دن وہ لوٹ آئے گا حافظؔ جی دفعتاً
جس کو کہ ہم سے بچھڑے بہت سال ہو گئے

ابن کریم

☆............☆............☆

مملکت عالم

جمہوریہ مالدیپ

محل وقوع:

آپ کو جزیروں کے ملک لئے چلتے ہیں ۔ یہاں کے جزیرے، سبزہ زار ناریل اور کھجور کے درختوں سے ڈھکے ہوئے ہیں ۔ یہ ملک مالدیپ ہے ۔ مالدیپ سری لنکا کے جنوب مغرب میں 400 میل کے فاصلہ پر ہے۔اور تقریباً 2ہزار جزائر پر مشتمل ہے ۔جن میں سے 220 آباد ہیں۔ مالدیپ کی ساری زمین سبزہ سے ڈھکی ہوئی ہے ۔ جزیروں کے 12 گروہ ہیں ۔جنہیں 19 تنظیمی ضلعوں میں تقسیم کیا گیا ہے ۔زیادہ تر جزائر انتہائی گرم سبزہ سے ڈھکے ہوئے ہیں اور کوکونٹ کھجور ناریل سے بھرے ہوئے ہیں ۔ یہ انتہائی متاثر کن انداز میں خوبصورت ہیں۔

مالے۔دارالحکومت کے بارے میں:

مالدیپ کا دارالحکومت مالے خوشحالی اور مرکزی حیثیت کی وجہ سے چہل پہل کا مرکز ہے یہ ایک مربع میل رقبہ پر مشتمل ہے ۔ 1977ء میں 3ہزار35 لوگ مالے میں آباد تھے۔بعد میں اس کی آبادی میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا۔ دارالحکومت کا موسم گرم مرطوب ہے ۔جس کی وجہ سے مچھر کثرت سے پیدا ہوتے اور ملیریا کا سبب بنتے ہیں۔ بیماری کی روک تھام کے لئے مؤثر اقدامات کئے ہیں ۔ پارلیمنٹ نے صحت کے فروغ کے لئے خصوصی گرانٹ دی ہے۔

رقبہ وآبادی:

مالدیپ کا رقبہ 298 مربع کلو میٹر ہے ۔ آبادی 3لاکھ سے زائد ہے۔

دارالحکومت اور بڑے شہر:

مالدیپ کا دارالحکومت مالے ہے۔گین بڑے شہروں میں سے ایک ہے۔

کرنسی،زبان اور طرز حکومت:

مالدیپ کی کرنسی روپیہ ہے ۔ ڈیوہی دفتری زبان ہے۔طرز حکومت جمہوری ہے۔مالدیپ نے 26 جولائی 1965ء کو آزادی حاصل کی۔

درآمدات و برآمدات:

مچھلی، ناریل، سہنالیز برآمدات ہیں۔چاول، آٹا، چینی، تیل کپڑا اور ادویات درآمدات ہیں ۔ سالانہ مجموعی درآمدات 1996ء کے مطابق 37 ملین ڈالر کی ہیں اور برآمدات 73 ملین امریکی ڈالر کی ہیں۔

مشہور پیداوار:

جوار جزیروں پر اگائی جاتی ہے۔زیادہ چاول درآمد کیا جاتا ہے۔پھل نقد آوری کے لئے اگائے جاتے ہیں ۔ انجیر، اناس، اروی اور سٹرس فروٹ بھی اگایا جاتا ہے ۔ ناریل تمام بڑے جزیروں پر ہوتا ہے۔ بڑی مقدار میں ناریل برآمد کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ خربوزے ، پام اور باجرہ بھی کافی مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔

صنعت:

فشنگ ،سیاحت، گارمنٹس کی تیاری مالدیپ کی بڑی صنعتیں ہیں ۔ مالدیپ مچھلی خاص طور پر جاپان کو بھیجتا ہے۔ ہانگ کانگ کی مدد سے گارمنٹس کے دو بڑے کارخانے قائم ہوئے ہیں ۔ ایک تیل صاف کرنے کا کارخانہ بھی لگایا گیا ہے۔

ممبرشپ:

مالدیپ یو۔این اور دولت مشترکہ کا ممبر ہے۔ ستمبر 1965ء میں اقوام متحدہ کا رکن بنا۔

ماہی گیری وسیاحت:

1972ء سے سیاحت صنعت کی طرح ترقی کررہی ہے یہاں دلکش مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔

فضائی کمپنی اور ایئرپورٹ:

مالدیپ کی اپنی انٹرنیشنل ایئر لائن ہے ۔ یہ بھارت کے تعاون سے چل رہی ہے۔ مالدیپ میں ہیوئل نامی ایئرپورٹ بھی ہے۔

تعلیم:

مالدیپ میں شرح خواندگی 95 فیصد ہے ۔ یہ شرح خواندگی 5 سال سے لے کر 50 سال کے لوگوں کی ہے۔

جنوبی ایشیا ممالک کی سارک تنظیم کا مالدیپ ممبر بھی ہے۔

☆............☆............☆☆

عطیہ خون خدمت خلق ہے

ماحول کی صفائی ہماری صحت کیلئے ناگزیر ہے۔ اپنے ماحول کو صاف رکھیں

گوندل کے ساتھ پچاس سال

☆ گوندل کراکری سے گوندل بینکوئیٹ ہال
☆ ترقی معیار اور خدمت کی گولڈن جوبلی

بکنگ آفس: گوندل کیٹرنگ گولبازار ربوہ
ہال: سرگودھا روڈ ربوہ

فون: 0300-7709458,0301-7979258, 6212758

پہلی سنچری بنانے والے کرکٹرز

15 مارچ 1877ء کو جب پہلے کرکٹ ٹیسٹ میچ کا اجرا ہوا تھا اس وقت سے لے کر آج تک 2139 ٹیسٹ کھیلے گئے ہیں اور لاکھوں رنز بنے ہیں۔ آیئے ان ہیروز پر ایک نظر ڈالتے ہیں جنہوں نے اپنے ملک کی طرف سے پہلی سنچری بنائی تھی۔

آسٹریلیا......چارلس بینرمین

1877ء میں میلبورن میں آسٹریلیا کے چارلس بینرمین نے مخالف باؤلرز کا بھرکس نکال دیا، انہوں نے ٹیسٹ کرکٹ کا نہ صرف پہلا رن بنایا تھا بلکہ پہلی سنچری بنانے کا سہرا بھی انہی کے سر ہے۔ وہ پہلے کھلاڑی تھے جو آؤٹ نہیں ہوئے بلکہ انہیں زخمی ہونے پر میدان چھوڑنا پڑا۔ چارلس نے 165 رنز بنائے اور انہوں نے آج تک انفرادی کھلاڑی کی حیثیت سے 67.3 فیصد سب سے زیادہ اوسط رنز بنانے کا ریکارڈ بنایا۔

انگلینڈ......ڈبلیو جی گریس

دوسری سنچری بنانے کا اعزاز انگلینڈ کے ڈبلیو جی گریس کے حصے میں آیا۔ ڈبلیو گریس یعنی ولیم گیلبرٹ کا نام کرکٹ کے شائقین کے لئے نیا نہیں ہے۔ 1880ء میں آسٹریلیا کے خلاف انہوں نے 294 گیندوں پر 152 رنز بنائے جس میں 12 باؤنڈریز بھی شامل تھیں۔ انہوں نے 870 فرسٹ کلاس میچ کھیل کر 54211 رنز بنائے ہیں۔

ساؤتھ افریقہ......جمی سینکلر

جنوبی افریقہ وہ تیسرا ملک ہے جس کے جمی سینکلر نے اپنے ملک کی طرف سے کھیلتے ہوئے پہلی سنچری بنائی۔ سات مسلسل شکستوں کے بعد 1898-99ء میں انگلینڈ کے خلاف کیپ ٹاؤن کے میدان میں کھیلے گئے ٹیسٹ میچ میں جمی سینکلر نے 9 چوکوں کی مدد سے 106 رنز بنائے۔ وہ ساؤتھ افریقہ کے پہلے کھلاڑی ہیں جنہوں نے نہ صرف سنچری بنائی بلکہ پہلی اننگز میں 6 وکٹیں بھی لیں۔

ویسٹ انڈیز......کلفورڈ روچ

1930ء میں انگلینڈ کے خلاف برج ٹاؤن میں کھیلے گئے ٹیسٹ میچ میں ویسٹ انڈیز کے بلے باز کلفورڈ روچ نے 122 رنز بنائے۔ یہ کسی بھی ویسٹ انڈیز کھلاڑی کی پہلی سنچری تھی۔ کلفورڈ نے ویسٹ انڈیز کی طرف سے پہلا ٹیسٹ 1978ء میں لارڈز کے میدان میں کھیلا تھا۔ اس پہلی سنچری میں 20 باؤنڈریز شامل تھیں۔ انہیں یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے ویسٹ انڈیز کی طرف سے کھیلتے ہوئے اپنے ملک کی پہلی ڈبل سنچری بھی بنائی۔

نیوزی لینڈ......سٹیو ڈمپسٹر

24 جنوری 1930ء کو انگلینڈ کے خلاف کھیلے جانے والے ٹیسٹ میچ میں تمام انگلش باؤلر بے بس دکھائی دیئے جب ڈمپسٹر نے 8 چوکوں کی مدد سے 136 رنز بنائے تھے۔ اسی میچ کی دوسری اننگز میں ڈمپسٹر نے 80 رنز بنائے تھے۔ فرسٹ کلاس میچز میں ڈمپسٹر نے 45.43 کی اوسط سے 12267 رنز بنائے تھے۔

بھارت......لالہ امرناتھ

امرناتھ بھارت کے پہلے سپرسٹار کرکٹر تھے۔ وہ ایک عمدہ آل راؤنڈر تھے۔ انہوں نے دسمبر 1933ء میں انگلینڈ کے خلاف بمبئے میں کھیلتے ہوئے 118 رنز بنائے تھے۔ ان کی اس شاندار اننگز میں 21 باؤنڈریز شامل تھیں۔ بھارت کی طرف سے لالہ امرناتھ نے 24 ٹیسٹ میچز میں 874 رنز بنائے اور 45 وکٹ بھی حاصل کئے۔

پاکستان......نذر محمد

پاکستان کی طرف سے پہلے ٹیسٹ میچ کی پہلی گیند کھیلنے والے نذر محمد تھے۔ یہ میچ 1952-53ء میں دہلی میں کھیلا گیا تھا اور اس سے اگلے ہی ٹیسٹ میچ میں نذر محمد نے لکھنو میں سنچری بنائی تھی۔ 515 منٹ کی اننگز میں انہوں نے 124 رنز بنائے اور آؤٹ نہیں ہوئے تھے۔ یہ ٹیسٹ میچ اس لحاظ سے دوہری خوشی کا ذریعہ بن گیا کہ پاکستان نے بھارت کو شکست دے کر اپنی پہلی فتح حاصل کی تھی۔

سری لنکا......سدھات وٹمنی

فیصل آباد میں سدھات وٹمنی نے سری لنکا کے لئے پہلی سنچری بنائی۔ یہ میچ مارچ 1982ء میں کھیلا گیا۔ انہوں نے 37.2 منٹ کھیل کر 330 گیندوں کا سامنا کیا اور 21 باؤنڈریز کی مدد سے 157 رنز بنائے۔ انہوں نے سری لنکا کے لئے 23 ٹیسٹ میچ کھیلے تھے۔

زمبابوے......ڈیو ہوگٹن

زمبابوے کے لئے پہلی سنچری بنانے والے ڈیو ہوگٹن ہیں جنہوں نے اکتوبر 1992ء میں بھارت کے خلاف ہرارے ٹیسٹ میں پہلی سنچری بنائی۔ ڈیو نے 121 خوبصورت رنز بنا کر زمبابوے کو پہلے ٹیسٹ میں شکست سے بچا لیا۔ زمبابوے آسٹریلیا کے بعد دوسرا ملک ہے جسے پہلے ہی ٹیسٹ میں شکست کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا، ڈیو نے 22 میچز میں 4 سنچریوں کی مدد سے 1464 رنز بنائے ہیں۔

بنگلہ دیش......امین الاسلام

بنگلہ دیش کو 2000ء میں ٹیسٹ کھیلنے کا اہل قرار دیا گیا۔ 10 نومبر 2000ء کو بنگلہ دیش نے ڈھاکہ میں بھارت کے خلاف اپنا پہلا ٹیسٹ میچ کھیلا جس میں امین الاسلام نے 145 رنز کی شاندار اننگز کھیلی۔ ان کی اس اننگز میں 17 باؤنڈریز شامل تھیں۔ پہلے ٹیسٹ میں کسی بھی بنگلہ کھلاڑی کا یہ سب سے زیادہ رنز کا ریکارڈ آج بھی بنگلہ دیش میں قائم ہے۔

(سنڈے دنیا 2 نومبر 2014ء)

بقیہ از صفحہ 2

بناتا ہے اور گرنے سے ٹوٹتا بھی نہیں ہے۔ صرف امریکہ میں 2.3 بلین پاؤنڈ یہ میٹریل پلاسٹک کے کپ اور بچوں کے فیڈر بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔ اس سے چھاتی کے کینسر اور ذیابیطس کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

مزید برآں ہارمونز کا نظام صحیح طور پر کام نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے نشوونما اور بڑھوتری متاثر ہوتی ہے۔

سمندری آلودگی کی ایک بڑی وجہ پلاسٹک

Nurdles یا پلاسٹک Pellets ایک طرح کی مائیکرو پلاسٹک ہے جو بحری جہازوں کے ذریعے پلاسٹک کی مصنوعات بنانے کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے اس کا بہت سا حصہ سمندر میں گر جاتا ہے ایک اندازے کے مطابق ساحل پر اس پر پڑے گند کا 10% پر مشتمل ہوتا ہے۔ سمندر میں پڑا پلاسٹک تقریباً ایک سال میں تحلیل ہو جاتا ہے مگر مکمل طور پر نہیں اس کی تحلیل کے نتیجہ میں کچھ زہریلے کیمیکل سمندر کے پانی میں شامل ہوتے ہیں۔

2012ء کے ایک اندازے کے مطابق تقریباً 165 ملین ٹن پلاسٹک نے سمندروں کو آلودہ کیا ہے ایک اندازے کے مطابق 4 لاکھ جانور سالانہ پلاسٹک کے گلے میں پھنسنے کے باعث مر جاتے ہیں۔

1.Scientific American Magazine
http://www.scientificamerican.com/article/plastic-not-so-fantastic
2.Food containers leach potentially harmful chemicals
Scientific American magazine 2008
3.Plastic Pollution Coalition

ربوہ میں طلوع وغروب 24۔نومبر

طلوع فجر	5:18
طلوع آفتاب	6:42
زوال آفتاب	11:55
غروب آفتاب	5:08

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

24 نومبر 2014ء

6:15 am	گلشن وقف نو
9:55 am	لقاء مع العرب
12:05 pm	حضور انور کا انٹرویو 24 مئی 2013ء
4:10 pm	جامعہ احمدیہ کنونشن قادیان اور ربوہ
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 6 فروری 2009ء
9:00 pm	راہ ہدیٰ

ورہ فیبرکس
اپنے رنگوں کے ساتھ صرف اپنے ہی ڈیزائن کی (Top) نیز شارٹ کرتے انتہائی مناسب ریٹ میں حاصل کریں۔
چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک اقصیٰ روڈ ربوہ
0333-6711362

اپنا آپٹیکل سنٹر (اپنا چشمہ سنٹر والے)
کالج روڈ نزد اقصیٰ مارکیٹ۔ اقصیٰ چوک ربوہ
پروپرائیٹر: میاں سہیل احمد
0345-7963067
0336-7963067

کائنات ہومیو کلینک
بے اولاد، اولاد نرینہ، اٹھرا، اولاد کا پیدا ہو کر فوت ہو جانا زخم، فالج، یرقان، معدے کا السر، مٹاپا، دماغی وجسمانی کمزوری، بچوں اور بچیوں کے قد کا رُک جانا، بچوں کا چڑچڑا پن، مرگی، جسم میں گلٹیاں بن جانا۔
ہومیو لیڈی ڈاکٹر کشور باجوہ 3/A ناصر آباد شرقی
نزد موبل لنک ٹاور: 0342-6703013

موسم سرما کی سیل کا آغاز
نئے موسم کی ورائٹی نہایت کم قیمت پر مورخہ 22 نومبر سے
لیڈیز بند جوتا 400,500,600
مردانہ جوگر 450
مردانہ بند جوتا 400
Miss Collection Shoes
اقصیٰ روڈ ربوہ

FR-10

ڈسکاؤنٹ مارٹ
پرفیومز، کاسمیٹکس، جیولری، ہوزری، فنسل کی اچھی رینج دستیاب ہے
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
0333-9853345,0343-9166699